مسدس حالی

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مسخ ان سے پہلے تونگر
کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر
نہ عقل ان کی ہادی نہ دین ان کا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گزرنا
تعیش میں جینا نمائش پہ مرنا
سدا خواب غفلت میں بے ہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اک جہاں ہے
تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے
اگر باغ امت میں فصل خزاں ہے
تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہے
بنی نوع انساں کا حق ان پہ کیا ہے
وہ اک نوع نوع بشر سے جدا ہے

کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ
بسر کرتے ہیں بے غم قوت ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ
مکاں رکھتے ہیں رشک خلد و جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

عمل جن کا تھا اس کلام متیں پر
وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوق ہے ان کو کہین مہیں پر
مدار آدمیت کا ہے اب انھیں پر

شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے
وہ لے جا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

عروج ان کا جو تم عیاں دیکھتے ہو
جہاں میں انہیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع ان کا سارا جہاں دیکھتے ہو
انھیں برتر از آسماں دیکھتے ہو

یہ ثمرے ہیں ان کی جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں، آپس کی ہمدردیوں کے

لفظ و معنی

مسخ	۔	بگڑنا، خراب ہونا
تونگر	۔	مالدار
ہادی	۔	راستہ بتانے والا
عقبیٰ	۔	آخرت
مفلوک	۔	پریشاں حال، غریب
تعیش	۔	عیش پسندی
نزع	۔	موت کا وقت
بنی نوع انساں	۔	انسانوں کی جماعت
سمور	۔	لومڑی کی کھال کا لباس، قیمتی لباس
کتاں	۔	ایک قیمتی کپڑا
خلد	۔	جنت

جناں	۔	جنت
خلائق	۔	خلق کی جمع، مخلوقات
ولا	۔	دوستی، محبت
کلامِ متین	۔	طاقت ور کلام (قرآن کریم)
تفوق	۔	برتری
کہین ومہین	۔	جمع ہے کہ ومہ (کہتر ومہتر) بہ معنی چھوٹے بڑے لوگ
مدار	۔	انحصار
کامران	۔	کامیاب، فتح مند، فاتح
مطیع	۔	فرماں بردار

آپ نے پڑھا

- زیرِ نصاب نظم خواجہ الطاف حسین حالؔی کی مسدس حالؔی سے ماخوذ ہے۔
- یہ الگ سے کوئی نظم نہیں ہے بلکہ فکری تسلسل کا لحاظ کرتے ہوئے مسدس حالؔی کے چند بندوں کو ترتیب دے کر نظم کی شکل دے دی گئی ہے۔
- مسدس حالؔی مسلمانوں کے عروج وزوال کی منظوم داستان ہے جو سرسید کی فرمائش پر حالؔی نے تصنیف کی۔
- زیرِ نصاب نظم کے اشعار میں شاعر نے ملت کے نوجوانوں کی غفلت اور بے حسی کا رونا رویا ہے۔ ساتھ ہی نوجوانوں کو راہِ راست پر لانے کا حل بھی نکالا ہے اور مسلم نوجوانوں کو مخاطب کرکے بہت ہی سبق آموز نصیحتیں کی ہیں۔ نظم میں شاعر کا واعظانہ پہلو نمایاں ہے۔

آپ بتائیے

1. سرسید کی فرمائش پر حالؔی نے کون سی کتاب لکھی؟
2. مسدس حالؔی کا دوسرا مشہور نام کیا ہے؟
3. مسدس حالؔی کس کی تجویز پر تخلیق کیا گیا؟
4. حالؔی کا پورا نام کیا ہے؟

5. حالی کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

مختصر گفتگو

1. حالی کی کون سی تصنیف لوگوں کو زبانی یاد تھی؟
2. حالی کی دو مشہور سوانحی کتابوں کا نام بتایئے۔
3. حالی نے لائبریری کہاں قائم کی؟

تفصیلی گفتگو

1. حالی نے مسدس میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا نقشہ پیش کیا ہے۔ تفصیل سے اس پر روشنی ڈالیے۔
2. حالی کی حیات وخدمات پر اپنے خیالات قلم بند کیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. متذکرہ بالا بندوں میں سے پانچویں اور چھٹے بندوں کا مفہوم بیان کیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

ساحر لدھیانوی

اصل نام عبدالحئی نیز چودھری عبدالحئی تھا۔ ساحرؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کے والد کا نام چودھری فضل محمد تھا۔ یہ لوڈھوال کے جاگیردار تھے۔ ساحرؔ کی والدہ کا نام سردار بیگم تھا۔ یہ فضل محمد کی گیارھویں بیوی تھیں۔ ان سے پہلے کسی بھی بیگم سے اولادِ نرینہ نہ تھی۔ سردار بیگم کی بطن سے ساحرؔ، بزرگوں کی دعا درگاہ صابر کلیری اور خانقاہوں میں منت وسماجت کے نتیجے میں 8 مارچ 1921ء کو پیدا ہوئے۔

ساحرؔ کی ابتدائی تعلیم مولانا فیاض ہریانوی کی تربیت میں ہوئی اور ان سے فارسی سیکھی۔ پنجابی تو مادری زبان تھی۔ اردو اور انگریزی پر دسترس حاصل تھی۔ 1937ء میں میٹرک پاس کیا۔ اس کے بعد انھوں نے گورنمنٹ کالج لدھیانہ میں داخلہ لیا۔ ان کے مضامین میں فلسفہ اور فارسی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

ساحرؔ کی نظمیں 1940ء سے ہفتہ وار 'افغان' (بمبئی)، ہفتہ وار، کیرتی لہر، (میرٹھ) میں شائع ہونے لگیں۔ اب ساحرؔ اپنی والدہ کے ساتھ لاہور آگئے تھے اور دیال سنگھ کالج میں داخلہ لیا۔ اسی کالج سے انہوں نے عوامی زندگی کا مشاہدہ کیا اور یہ شعور مسلسل چلا پاتا رہا۔ دیال سنگھ کالج سے نکل کر ساحرؔ نے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ لیکن 1943ء میں یہ سلسلہ بھی موقوف ہوگیا۔

ساحرؔ نے رسالہ 'ادبِ لطیف' کی ادارت کی 1945ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی پانچویں کل ہند کانفرنس میں ساحرؔ نے شرکت کی اور ایک مقالہ جدید انقلابی شاعری پر پڑھا۔ جس کی بہت زیادہ پذیرائی ہوئی۔ ساحرؔ رسالہ 'سویرا' اور 'شاہراہ' سے بھی وابستہ ہوئے اور پھر ان کا تعلق فلموں سے ہوگیا جس کے بعد وہ ممتاز گیت کار ثابت ہوئے۔ ساحرؔ کا آخری پڑاؤ فلم انڈسٹری ہی تھا۔ ساحرؔ کے کلام کا مجموعہ 'تلخیاں' (1940ء)، پرچھائیاں (1951ء)، آؤ کہ کوئی خواب بنیں (1971ء) اور 'گاتا جائے بنجارہ' وغیرہ ہیں۔

ساحرؔ ترقی پسند شاعر ہیں ان کی شاعری میں زندگی کی تلخ سچائیاں ہیں۔ دوسروں کی طرح وہ مزدوروں کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری متوسط طبقے کے عام تعلیم یافتہ نوجوانوں کی طرف ہے۔ بقول خلیل الرحمٰن اعظمی: 'ان کے طرز میں نہ تو جدید اشاریت اور موہوم کیفیات کی عکاسی ہے اور نہ ہی کھردرا پن۔ اس میں ایک وضاحت، بے ساختگی اور شیرینی ہے جو براہِ راست عام نوجوانوں کو متاثر کرتی ہے'۔ 25/ اکتوبر 1980ء کو ساحرؔ کا انتقال ہوگیا۔